خواجہ محمود
منگانے کا پتہ
فرم منشی عزیز الدین تاجر کتب و پبلشر
لاہور بازار کشمیری
اس ڈیزائن کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

سرتاج چشتیاں سلسلہ عالیہ

چراغ مقبولاں برگزیدہ

خواجہ محمودؒ

جس میں حضرت خواجہ محمود کے سوانح حیات کے علاوہ حضرت

خواجہ محمد سلیمانؓ اور حضرت خواجہ اللہ بخشؒ اور حضرت خواجہ حافظ

محمد موسیٰ کے سوانح حیات بھی درج ہیں ،

حافظ حاجی علی محمد صاحب چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف

ملنے کا پتہ

چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف

(اشاعت سبز تحریری پریس لاہور)

بارگاہِ الٰہی میں بندہ عاصی کی التجا

یا سمیع و بصیر یا لطیف و خبیر۔ بندہ حقیر تمنا دلی اور خلوص قلب کے ساتھ اپنی محنت عرق ریزی اور جانفشانی کا نتیجہ تیرے مقبول بندوں کے سوانح حیات کی صورت میں پیش کر رہا ہے جو شوقِ عقیدت و محبت نے ہمت بڑھائی اور نیز اتمام کر رہا ہے تونے مدد کی اور کامیاب ہوا۔ اے مالکِ کون و مکان۔ اپنے مقبول بندوں کے سوانح حیات کی کوشش کو درجہ قبولیت عطا فرما۔ تاکہ میرے لئے یہی سرمایہ عملِ خیر و توشہ آخرت قرار پائے

حرم نبوت میں درخواست

اے مولائے دو جہاں نبی آخر الزماں سرور کونین سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین وسیلتنا فی الدارین پشت و پناہ مسلمین خاتم النبیین بشیر و نذیر محبوب رب قدیر آستانہ کا غلام بندۂ حقیر آپ کے نقش قدم پر چلنے والے حضرات کے سوانح حیات عالم کے سامنے پیش کر رہا ہے جس کا مقصد سعادت دارین کا حصول ہے آقائے دو جہاں خادم کی نذر قبول ہوتا ہے کہ غلامان بارگاہ میں خادم کا بھی شمول ہو۔

تمہید

اس ناچیز نے حضرت کے سوانح حیات نہایت معتبر ذرائع سے
حاصل کر کے سپردِ قلم کئے ہیں لیکن باوجود اس کے مصداق دالانسان مرکب
الخطاء والنسیان) میں بھی انسان اور مجھ سے بھی غلطی کا احتمال ہے تو اب
میں عام مسلمانوں سے عموماً اور ان پیر بھائیوں سے خصوصاً جن کے سینے میں
اسلامی درد ہے اور پروردگار عالم نے ان کو اس قابل بھی بنایا ہے
کہ وہ کسی نہ کسی صورت اسلام کی خدمت انجام دے سکیں تو ان کے دینی
جذبات کو اپنا وکیل قرار دے کر پرزور اپیل کرنے کی جرأت کرتا ہوں
کہ وہ اس احقر کی خدمت کو بہ نظرِ استحسان دیکھتے ہوئے نکتہ چینی و تخریبی پہلو
اختیار کرنے کی بجائے ہر امکانی طریقہ پر حوصلہ افزائی فرمائیں گے اگر
کسی اہل بصیرت کو میری اس تالیف میں کوئی غلطی نظر آئے تو براہ کرم
مجھے مطلع فرمائیں تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی صحت کی طرف توجہ کی جاوے

کتاب ھذا ملنے کا پتہ
چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف .. وطن تونسہ کتاب گھر تونسہ شریف

حضرت خواجہ محمد سلیمان رحمۃ اللہ علیہ

اسم مبارک اور خاندانی حالات

آپ کا نام سلیمان تھا۔ جو بعد میں حضرت خواجہ محمد سلیمان کے نام سے ملقب ہوا والد کا نام ذکریا بن عبدالوہاب بن عمر بن خان محمد۔ والدہ کا نام زلیخا تھا۔ جو جعفر قبیلہ کی مایہ ناز خاتون تھیں آپ سنہ ۱۱۸۳ھ مطابق سنہ ۱۷۶۴ء میں گڑگوجی میں پیدا ہوئے آپ کے والد اس جعفر قبیلہ کے سردار تھے جو رمداتی کہلاتا ہے پیار کی وجہ سے آپ کا نام بچپن میں مانہ مشہور تھا۔

ولادت سے قبل بشارات

بی بی زلیخا فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک سفید ریش فقیر نے دروازہ پر دستک دی اور پوچھا کہ یہ کس کا مکان ہے صاحب خانہ نے حسب مناسب جواب دیا تو فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو تمہارے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جو کہ قطب الاقطاب ہو گا۔ اور قیامت تک اس کا فیض جاری رہے گا۔ گڑگوجی کے ایک چشمے سے جعفر قبیلہ کی عورتیں پانی لانے کے لئے جایا کرتی ہیں۔ تو ایک فقیر جو کہ چشمے کے کنارے بیٹھا رہتا جب بی بی زلیخا گزرتیں تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا۔ جب آپ چلی جاتیں تو بیٹھ جاتا لوگوں نے اسے چھیڑا تو اس نے جواب دیا کہ میں تو اس قطب مدار کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوتا ہوں جو کہ اس بی بی کے شکم مبارک میں رونق افروز ہے

عالم طفولیت اور تحصیل علم

آپ کی پیدائش کے تھوڑے دنوں بعد آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اور آپ دریتیم ہو کر مادر مہربان کی گود میں پلنے لگے چار سال کی عمر میں آپ کو مولوی یوسف جعفر کے سپرد کیا گیا۔ آپ نے ابتدائی پندرہ پارے ان سے حفظ کیے پھر حاجی صاحب کی شاگردی اختیار کی اور باقی پندرہ پارے اور پند نامہ شیخ عطار تک ان سے پڑھا

پھر علاقہ سنگھڑ میں تشریف لائے اس وقت آپ کی عمر آٹھ برس کی تھی یہاں آپ نے فارسی نثر کی کتابیں میاں حسن علی سے پڑھیں اور پھر نثر چھوڑ کر فارسی نظم کی کتابیں پڑھنے کے لیئے میاں علی محمد ارائیں کے حلقہ درس میں شامل ہوئے جو ان دنوں دریائے سندھ کے کنارے لانگہ نامی بستی پڑھا کرتے تھے علم ظاہری کا ذوق کشاں کشاں آپ کو مٹھن کوٹ لے ان دنوں مٹھن کوٹ میں علم و فضل کا دریا موجیں مار رہا تھا اور وہاں قاضی محمد صاحب خلیفہ خواجہ نور محمد مہاروی صاحب افادہ خلق کے لیئے مرجع خلائق بنے ہوئے تھے آپ نے عربی وہاں پڑھنا شروع کیا اور قطبی تک تعلیم پائی

تلاش محبوب

حضرت مولانا فخر الدین جو کہ قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد صاحب مہاروی کے پیر روشن ضمیر تھے انہوں نے اس کو فرمایا تھا کہ ایک شہباز بلند پرواز کوہستان سلیمان سے اتریگا جو کہ ملک سلیمان کا وارث ہوگا۔ اس کو ضرور شکار کرنا اور جتنی جلدی ہو سکے اس گوہر مقصود کو حاصل کرنا اس لیئے آپ ہر سال مغرب کی طرف سفر کو جاتے مگر گوہر مقصود کا کہیں پتہ نہ ملتا ادھر خواجہ محمد سلیمان کو بھی معلوم ہو چکا تھا کہ قبلہ عالم صاحب ایک بلند پایہ بزرگ ہیں مگر آپ عام مجلس میں راگ سنا کرتے ہیں اور آپ کے مرید رقص کرتے ہیں چونکہ یہ کام بظاہر شرع کے خلاف تھا اس لیئے آپ نے ارادہ کر لیا کہ کسی طرح جا کر ان کو اس فعل سے روکے

پہلی ملاقات

تلاش میں قبلہ عالم صاحب ایک دفعہ اچ شریف میں آئے جو کہ ریاست بہاولپور میں ایک مقدس جگہ ہے قاضی صاحب بھی اپنے شاگرد بمعیت ان کو زیارت کو اچ شریف پہنچے خواجہ محمد سلیمان نے بھی اس موقع کو غنیمت سمجھا اور امر بالمعروف کے ارادے سے چل پڑے اور ایک چھری ساتھ لیتے گئے کہ اگر نہ مانے گا کہ میں اسکا کام تمام کر دوں گا۔ آپ

فرماتے ہیں کہ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوتا تو مجھے گھور دیکھتے اور قاضی صاحب سے میرے متعلق کچھ پوچھتے ہم کئی روز ان کی خدمت میں رہے مگر مجھے اپنا کام کرنے کی جرأت نہ ہوتی آخری روز جب میں انکی خدمت میں رخصت ہونے کے لئے سلام کے ارادے سے ہاتھ بڑھایا تو آپ نے بڑھ میرا ہاتھ پکڑ لیا۔

جسوقت ہوتا ہے فضل رب کریم کا ٭ موج سموم بنتی ہے جھونکا نسیم کا

خدا کی قدرت میرے جسم پہ لرزہ طاری ہو گیا چھڑی میرے گر پڑی۔ آپ دیر تک میرے ہاتھ کو پکڑے رہے آخری اسی حالت میں میرا ہاتھ ہوئے تھے روضہ شریف کے اندر سے گئے میرا دل بھی اڑ گیا۔ آپ بہت دیر تک چپ چاپ کھڑے رہے پھر دروازہ بند کیا اور آپ بھی بیٹھے اور مجھے بھی بٹھایا۔ لیکن میرا ہاتھ نہیں چھوڑا کچھ پڑھ کر میرے سینے پر پھونکا اور اپنے دونوں ہاتھ میرے سینے پر ملے اور میرے ہاتھوں کو چھوڑ کر فرمایا کہ میاں علم حاصل کرتا ہے اور پڑھ۔ اتنا فرما کر باہر تشریف لائے

طبیعت میں فوری انقلاب | آپ فرماتے ہیں کہ اس بیعت کے بعد میری طبیعت میں فوری انقلاب آ گیا۔ یا ان کی جان لینے کے لئے آیا تھا یا ایسا مفتون ہوا۔ کہ ان کے بغیر ایک دم چین نہیں آتا تھا۔

خانہ خود دے قسم اندر دل ما کردہ ٭ بود ویرانہ مگر عرش معلے کردہ

عاشق جانبانہ را کردہ ہلاک استار نار ٭ برسر ناآہش کلکندی و تمات کردہ

حضرت قبلہ عالم کا وصال

حصول نعمت روحانی | حضرت عالم قبلہ کا وصال قریب آیا تو آپ اسوقت گرنگوجی میں تھے۔ یکایک رات کو آپ پہ پیر کی ایسی کشش غالب آئی

کر اسی وقت اٹھ بھاگے اور دو دنوں کی منزلیں گھنٹوں میں طے کرکے بہار شریف
پہنچے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کانٹوں کی وجہ سے میرے پاؤں چھلنی ہوگئے تھے
اور خون بہتا تھا جب میں حاضر خدمت ہوا تو فرمایا الحمد للہ کہ تم آگئے
پھر اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سب حاضرین کو رخصت
کیا۔ مجھے اشارہ کیا کہ نزدیک آؤ۔ اور میرے چہرے کے بالمقابل ہو۔ میں
تھوڑا سا آگے ہوا تو فرمایا۔ اور آگے میں کچھ سرکا پھر فرمایا اور آگے اب
جو میں سرکا تو چارپائی کے ساتھ لگ گیا۔ پھر فرمایا میری طرف نظر کرو میں نے
ادب سے آنکھ اٹھائی تو آپ اپنی نظر میری نظر میں گاڑ دی اور کچھ ایسی توجہ
فرمائی کہ میں بےخود ہوگیا۔ پھر فرمایا ڈر نہیں۔ ہم تیرے ساتھ ہیں غرض قبلہ عالم
کیطرف سے امت کی امانت اور ہدایت کا بوجھ آپ پر ڈالا گیا تو آپ نے
انکار کیا۔ اس وقت اسی وجہ سے کل اگر قیامت کو میرے مرید دوزخ میں گئے
تو مجھے رسوا ہونا پڑے گا۔ قبلہ عالم نے فرمایا ٹھیر میں دربار نبوی میں عرض کر
کے جواب دوں گا دوسرے دن پھر فرمایا کہ تیار ہو تمہارے ہاتھ پر جو شخص
بیعت کرے گا۔ اللہ اس کو بخشدے۔ آپ نے دوبارہ عرض کی تھی تو اس
کو کہا گیا۔ انہ لیس من عبادک انہ عمل غیر صالح یعنی وہ تیرے اہل
سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل برے ہیں اگر مجھے بھی یہی جواب ملے تو
میں کیا کہوں گا۔ قبلہ عالم نے فرمایا ٹھہرو میں پھر پوچھ لوں تیسری
بار فرمایا کہ خدا کی جناب سے وعدہ ہوا ہے جو تیرے در پر آئیگا اسے
لیس من اہلک نہیں کہا جائے گا۔

مکارم اخلاق حضور کی خدمت میں جو کچھ بھی آتا ہے وہ روز کا روز
تقسیم ہو جایا کرتا ہے ایک دفعہ حافظ نور احمد پٹھان بارہ ہزار روپیہ
نذر [illegible] شام کا وقت تھا کہ صبح بانٹ دیں گے غرض صبح کے وقت

سات ہزار روپیہ صاحبزادگان کو چہار شریف بھیجا اور باقی لوگوں کے غربا میں تقسیم فرمایا۔ جب سب روپیہ ختم ہو گیا تو فرمایا۔ الحمد للہ کہ میں اس بوجھ سے سبکدوش ہو اجھے تو اس کی بلا کی وجہ سے رات بھر نیند نہیں آئی۔ پٹھان لوگ افغانستان سے منوں کی مقدار میں قیمتی راز اور لذیذ میوے لاتے مگر آپ ان کو وہیں بیٹھے ہوئے بانٹ دیتے تھے۔

زہد اور قناعت اس فیاضی کے باوجود آپ تنگدستی سے بسر کرتے تھے کبھی کبھی تو دو دو وقت کی فاقہ کی نوبت آجاتی تھی اور صرف اتنا کھاتے کہ جس سے قوت لایموت ہو سکے ایک دفعہ خراسان سے پٹھان قیمتی میوے نذر لائے آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے بانٹ دیئے ایک شخص نے عرض کی یا حضرت کیا ہوتا ہے اگر آپ چکھ لیتے آپ نے ٹھنڈی سانس بھر کے فرمایا کہ میں کھانے پینے کے نہیں پیدا کیا گیا۔ میں تو گیہوں کی روٹی کا بھی شکرادا کرنے سے قاصر ہوں اگر میوے کھاؤں تو ان کا شکر کیسے ادا کروں ایک دفعہ نواب محمد صادق والیئے بہاولپور نے کئی ہزار بطور نذر پیش کیا کہ آپ نے اسی وقت فرمایا میں تقسیم کرا دیا۔ نواب نے عرض کی کہ میری مراد تو یہ تھی کہ اسی سے لنگر کا کئی دنوں کا خرچ چلے گا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لنگر خدا کا ہے وہی اس کو چلائے گا۔ خدا نے تو مجھے اتنی توفیق عطا فرمائی ہے کہ اگر چاہوں تو تمام دنیا کو سونے کی روٹی دوں لیکن یہاں کے تو جوار کی روٹی بھی منظم نہیں کر سکتے۔ آپ کی طبیعت

صبر و تحمل آپ کی طبیعت میں صبر و تحمل کوٹ کوٹ کر کے بھرا ہوا ہے سخت تکلیف یا مرض کی حالت میں بھی نماز نفل تک تضا منے یعنی قضا نہ ہونے دیتے تھے۔ ایک دفعہ جب کہ آپ کو سخت بخار ہوا مگر آپ نے ظاہر نہ ہونے دیا نماز کی حالت میں آپ غشی طاری ہو گئی اور اسہال جاری

ہو گئے اسی کی طرح چھ بار آپ کو غش آئی پھر غسل فرمایا اور نماز پڑھنے لگ گئے مرض الموت میں بھی پہلے اپنی بیماری کو ظاہر نہ ہونے دیا وصال تک یہی عادت تھی کہ جو شخص عبادت کے لیئے حاضر ہوتا فرماتے مجھے کلی خیریت ہے

استغنا — ایک دفعہ نواب بہاولپور نے ایک سنہری زین آپ کی خدمت میں بھیجی فرمایا اس کو اٹھا کر باہر پھینک دو۔ کہ ہم اس کی پہرہ داری کے لیئے مقرر کئے گئے ایک شخص قیمتی ہیرا اندر لایا آپ نے تغیر سے کوٹ کے باہر پھینک دیا وہ مغموم ہونے لگا۔ تو آپ نے اپنا مصلے الٹ کر دکھایا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہیروں کا دریا بہہ رہا ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ٭ سنگ را دلی کنند نگس را رہنما کنند

کرامات وخرق عادات

ایک دفعہ خلیفہ محمد یاران صاحب سفر میں پیدل چل رہے تھے کہ ان کے پاؤں پر پھوڑا نکلا اور اتنا سوج گیا کہ چلنے بھی نہ دیتا تھا جب آپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا میرے پاس آؤ عرض کی پھر اپنا ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ کہاں ہے کہیں بھی نہیں جب کھولا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اور خوش طبعی کے طور پر فرمایا کہ سواری کے لیئے بہانہ کرتا تھا۔

پس خوردہ سے مایوس کو شفا	ایک دفعہ ایک خادم بیمار ہوا یہاں تک کہ جینے کی بھی امید نہ رہی طبیبوں نے لاعلاج کر دیا۔ آپ نے اپنا

پس خوردہ عطا فرمایا۔ مریض کو فوراً شفا ہو گئی اور تندرست ہو گیا۔

نابینا کو بینا کر دیا — ایک دفعہ ایک اندھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا طلب کی کہ میری آنکھیں روشن ہوں آپ نے فرمایا کہ درود شریف پڑھا کرو۔ اس نے عرض کی میں نے پڑھا ہے مگر کچھ نہیں ہوا آپ نے

فرمایا اب پڑھو اس نے عرض کی کہ میں نے پڑھا ہے اسی وقت پڑھنا
شروع کر دیا۔ اور بہت جلد عینا ہو گیا۔

"ساٹھ سالہ بوڑھے کی داڑھی اگادی" غلام محمد اعوان کی عمر ساٹھ برس
کی تھی مگر اس کی داڑھی ابھی تک نہیں اگی تھی۔ وہ اس نیت سے حاضر
ہوا۔ اگر میری داڑھی اگادی تو مرید بن جاؤں گا۔ آپ مسکرائے اور اس کے
چہرے پر ہلکا سا تھپڑ رسید کیا۔ خدا کی شان ان کو بڑی خوبصورت داڑھی
اگ آئی۔

"زبان میں تاثیر" فضلو نام ایک رقاصہ تھی جس کو آپ سے بڑی محبت تھی۔
اس نے اپنے پیشے سے توبہ کی اور ایک پٹھان سے اس کی شادی ہو گئی
اس کا خاوند رنجیت سنگھ کی طرف سے سنگھڑ کا صوبیدار تھا۔ رنجیت سنگھ
نے اسے علیحدہ کر کے کسی قصور پر لاہور میں قید کر دیا فضلو نہایت پریشان تھی
روتی ہوئی آپ کی خدمت آئی۔ اور حافظ شیرازی یہ غزل گانا شروع کر دی
الا یا ایہا الساقی اور کاسا و ناولہا۔ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا
آپ کو جوش آگیا فرمایا مانگ کیا مانگتی ہے اس نے عرض کیا کہ میرا خاوند واپس آ
جائے آپ نے فرمایا یہ تو ہو چکا ہے اور مانگ اس نے عرض کی اسے
پہلا سا بخت نصیب ہو۔ فرمایا یہ بھی ہو چکا ہے آپ نے فرمایا اور مانگ اس
نے عرض کی کہ کل قیامت کے روز میں آپ کے ساتھ رہوں آپ نے فرمایا
یہ بھی ہو چکا ہے اس نے عرض کیا کہ بس تو فرمایا چلی جا مولوی دیکھیں گے تو سر
منوا ڈالیں گے خدا کی قدرت اسی وقت اس کا خاوند رہا ہوا اور اسے صوبے
داری واپس ملی۔

"مریدوں کی دستگیری" میاں صاحب عسکری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ عصر
کی نماز کے بعد میں تصوف کی کتاب آپ کی خدمت میں پڑھ رہا تھا۔

کہ یکایک آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور فرمایا کہ چل چل اتنے میں پانی کے چند قطرے کتاب اور میرے کپڑوں پر گرے میں حیران تھا کہ یہ کیا ہو گیا۔ پانی کہاں سے آ گیا۔ دوسرے دن چند زائرین آئے۔ انہوں نے بیان کیا کہ کل غروب آفتاب کے وقت دریا میں ہماری کشتی ڈوب گئی ہم نے فریاد کی تو دریا سے ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے کشتی کو دھکا دیکر کہا کہ چل چل کشتی بچ نکلی اور ہم یہاں پہنچ گئے

عمر خان کی دستگیری | عمر خان آپ کے مریدوں میں سے تھا مگر بعض اشخاص کے بہلانے پھسلانے سے بیعت توڑ ڈالی اور کسی نا اہل سید کا مرید ہو گیا جب مرنے لگا۔ تو صورت بگڑ گئی اور کفر بکنے لگا۔ آپ نے توجہ فرمائی تو فوراً کلمہ طیبہ اس کی زبان پر جاری ہو گیا۔ اور چہرہ پر نور برسنے لگا۔ جب آپ مراقبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا الحمدللہ ایک خادم نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا ایک مرید عمر خاں مرتد ہو گیا تھا اس نے میری طرف رجوع کیا میں نے دعا کی جو مقبول ہوئی جب تاریخ نے اور وقت ملایا گیا تو آپ کی توجہ اور اسکی نزع کا وقت ہی ایک ہی تھا۔

مقبول ہوں ابرو کے اشارے سے دعائیں ؛ کیوں تیر کماندار ولایت کا خطا ہو

زیارت پاک پتن شریف ایک دفعہ آپ پاک پتن شریف بابا شیخ فرید کے عرس شریف پر تشریف لے گئے لیکن دیوان صاحب پاک پتن شریف نے فرمایا اس دفعہ نواب بہادر نے شش ماہی وظیفے ابھی تک نہیں دیئے جب تک ششماہی نہ بھی مل جائیں گے ہم بہشتی دروازہ نہیں کھولیں گے حضور نے کہلا بھیجا کہ زائرین کی کثرت ہے دروازہ کھول دیں۔ امید ہے کہ وظیفے بھی مل جائیں گے مگر دیوان صاحب

پرواہ نہ کی آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ گھوڑی پر کاٹھی (زین) رکھو اور واپس چلیں۔ خدام نے حکم دیا اس کی تعمیل کی چلتے وقت فرمایا کہ بابا صاحب کو خدا کی جناب سے ایک دریچہ ملا ہے وہ بھی لوگوں نے بند کر رکھا ہے ہمارے بڑے ٹیلے پر جو آئے گا۔ وہ بہشتی ہے دیوان صاحب کے کان میں اس بات کی بھنک پڑ گئی۔ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور راستے میں آپ کو آلیا گھوڑی کی لگام پکڑ کر ٹھہر گئے لوگوں نے عرض کی دیوان صاحب تشریف لائے ہیں فرمایا کون دیوان عرض کی دیوان بابا فرید فرمایا کون بابا فرید خدام سمجھ گئے کہ عالم استغراق میں ہیں اور لی مع اللہ وقت کی شان نمایاں ہے خاموش کھڑے رہے جب آپ کی طبیعت سنبھلی تو دیکھا کہ دیوان صاحب گھوڑے کی لگام پکڑے خاموش کھڑے ہیں۔ فوراً نیچے اتر کر پاؤں پکڑ لئے اور فرمایا بے ادبی معاف بے ادبی معاف کیوں تکلیف فرمائی دیوان صاحب نے فرمائی چلئے بہشتی دروازہ کھولتے ہیں آپ بھی ساتھ ہو لئے اور باقاعدہ ادائیگی رسومات عرس شریف میں شامل ہوئے۔

ظرافت کی تہ میں نوازش :۔ حضور کے غلاموں میں احمد نام ایک قوال تھا جب وہ حاضر خدمت ہوتا تو آپ حاضرین سے ظرافت کے طور پر فرماتے کہ احمد قوال کی داڑھی بہشتی ہے حاضرین اٹھ دوڑتے اس کی داڑھی کی زیارت کرنے کے لئے ہاتھ لگا چومتے احمد بھی کوشش کرتا کہ کوئی میری داڑھی کو ہاتھ نہ لگائے حضور اس سین کو دیکھ کر مسکرایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے جب احمد قوال کی داڑھی کے بہشتی ہونے کا فرمایا تو حاضرین میں نواب بہاولپور کا

تھا ایک ملازم بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس وقت تو قوال مذکورہ کو کچھ نہ کہا مگر کسی دوسرے وقت جبکہ وہ اکیلا بیٹھا ہوا تھا چھپا چھپا نا پیچھے سے گیا اور دیکھا یک اس کی داڑھی میں ہاتھ مار کر بالوں کا گچھا رچکی۔ نوچ لیا بالوں کو ہاتھ میں لئے ہوئے اسی طرح حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہو احمد قوال بھی گالیاں دیتا ہوا اس کے پیچھے بھاگا۔ ملازم نواب مذکورہ نے حضور کی خدمت میں عرض کی کیا احمد قوال کی داڑھی بہشتی ہے آپ نے فرمایا ہاں اس نے عذر عرض کی کہ یہ احمد قوال کی داڑھی کے بال ہیں۔ کیا۔ پھر میں بھی بہشتی ہوں آپ نے تھوڑی دیر کے لئے سر جھکا لیا۔ پھر سر اٹھا اور پھر فرمایا کہ ہاں تم بھی بہشتی ہو۔ مولف کا خیال ہے کہ تھوڑی سکوت کر کے بھی ایک پنہاں یعنی خدا کی جانب میں اس کی بخشش کے لئے عرض کی ہوگی کیوں کہ گناہوں کی وجہ سے وہ دوزخ کے لائق ہوگا۔ بشارت کے ذریعے بخشش کی منظوری ملنے کے بعد اسی لئے سر اٹھایا اور بخشش کا وعدہ فرمایا۔

اتنے میں احمد قوال بھی آ پہنچا ملازم مذکورہ قوال کو اپنے ساتھ لے کر علیحدہ ایک گوشہ میں چلا گیا۔ وہاں جا کر اس نے معافی بھی مانگی اور کہا واقعی میں نے تمہاری بڑی بے ادبی کی ہے نواب جتنے بال تمہاری داڑھی کے میں نے نوچے ایک ایک کے بدلے ایک ایک روپیہ لیتے جاؤ۔

اور بالوں کی گنتی کے برابر اس کو روپے گن دیئے احمد بڑا خوش ہوا شاید دل میں کہتا ہوگا۔ کہ ساری داڑھی کیوں نہ نوچ ڈالی زیادہ بال کھینچے تو زیادہ روپے لیتا شخص مذکورہ نے ان بالوں کو لے کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈال دیا۔ اور واپس اپنی ملازمت پر چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد کسی قصور کی بنا پر نواب کے زیر عتاب آیا نواب نے حکم دیا کہ جہاں ملے وہیں قتل کر ڈالو اس کو جب اپنے قتل کے حکم کی اطلاع ملی تو گھوڑے پر سوار ساتھ کر جان

بچانے کے لئے بھاگا شاہی سوار بھی تعاقب میں روانہ ہوئے شام کے
وقت ایک مسجد میں آیا اور گھوڑا باہر باندھ کر نماز میں مشغول ہوا۔
اتنے میں شاہی سوار بھی پہنچ گئے اور سجدے میں اس کا سر تن سے
جدا کر کے چلتے بنے یہ واقعہ ایک مولوی صاحب نے جو کہ اس کے قتل کے
وقت مسجد میں موجود تھا حضرت خواجہ اللہ بخش کے سامنے بیان کیا مولوی
مذکور کہتا ہے کہ جب اس نے مسجد میں سر رکھا تو فوراً تلوار اسکی گردن
پر پڑی۔ اور سر تن سے جدا ہو گیا کٹے ہوئے اسی سر نے تین دفعہ با واز
بلند سبحان ربی الاعلےٰ کہا۔ سواروں کے چلے جانے کے بعد میں نے دیکھا
کہ اس کے گلے میں ایک تعویذ لٹکا ہوا ہے کھول کر جو دیکھا تو اسی
چند بال سفید تھے میں نے اسکو اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ جو دیکھا تو اسی
سر کا ڈھانچہ تھا۔ جو یہ ہے حضور نے دیکھا اور فرمایا کہ حاضرین یہ احمد
قوال کی داڑھی کے وہی بال ہیں۔

شمائل آپ کی شبیہ مبارک حضرت عبدالقادر جیلانی کے مشابہ تھی
چہرہ گول لیکن درازی مائل رنگ گندمی پیشانی کشادہ اور اس پر
سجدے کا نشان خوب صورت آنکھیں لمبے دراز ابرو پیوستہ نہ تھے
کان متوسط درجے کے خوشنما چہرہ گوشت سے بھرا ہوا ریش مبارک
نہ بہت گھنی تھی نہ بہت پتلی تھی۔ قد اوسط درجے کا اکثر دو زانو ہو کہ
بیٹھتے دیکھنے والے پر آپ کی شکل وصورت کا نہایت دل کش رعب
پڑتا تھا۔

خوراک عموماً سادہ ہوتی ہے مگر کبھی کبھی عمدہ خوراک بھی کھا لیتے گیہوں کی
روٹی اور بکری کا دودھ پینے کا دستور رہا آپ کی عام خوراک تھی کبھی کبھی چاول

...نے ہری ڈلے گوشت کو پسند کرتے
کبھی کبھی انار کھجور انگور وغیرہ بھی چکھ لیتے۔
لباس، طبیعت نفاست پسند اور نظر لطافت پسند واقع ہوئی تھی۔
میلے کچیلے لباس سے آپ سخت نفرت کرتے گرمی کے دنوں میں
فاری ٹوپی پہنتے جس کے اردگرد دکنا ہوا سفید حاشیہ لگا ہوتا۔ سردی
میں چھینٹ کی روئی دار ٹوپی پہنتے پیراہن عموماً ململ یا لٹھے کا ہوتا
سردی کے دنوں روئی دار صدری استعمال فرماتے کبھی تہ بند باندھتے
اور کبھی پاجامہ استعمال میں لاتے۔ اور سرخ دھاری لنگی بھی استعمال
میں لاتے تھے۔

وفات

یکم صفر ۱۲۲۷ھ کو آپ کو زکام کا عارضہ ہوا فرمایا خدا خیر کرے
تکلیف بڑھتی گئی مگر تقسیم اوقات میں ذرہ برابر بھی فرق نہ آنے دیا وفات
سے کچھ عرصہ پہلے یہ شعر پڑھتے تھے۔

آہن کہ بپارس آشنا شد ؛ فی الحال بصورت طلا شد

کبھی یوں فرماتے ؎ اگر گیتی سراسر باد گیرد چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد
جمعرات کی رات مسجد میں آ کر ادائے گی نماز کے لئے نہ جاسکے بلکہ حجرے
میں ادا فرمائی۔ اور مقرر وظائف بھی لیٹے لیٹے پڑھے طبیعت میں بے
قراری تھی۔ کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے اور فرماتے منہ تو بلرط (دور کرو) گماں
کرتا ہوں سچ رمز داں سمجھ گئے کہ معبود حقیقی سے ملنے کا وقت آگیا ہے کیونکہ
تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

آج ہی رات جبکہ مرض کی شدت تھی طبیعت کا حال پوچھا گیا۔ تو فرمایا مجھے کلی
خیریت ہے اور اسی روز انتقال فرمایا شب جمعہ ۸ صفر ۱۲۲۷ھ کو مدفون
ہوئے تیرھویں صدی کا یہ بدر منیر ظاہر طور پر ہمیشہ کے لئے افق مغرب میں
غروب ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

سوانح حیات حضرت خواجہ اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

اسم مبارک اور خاندان: آپ کا اسم مبارک اللہ بخش تھا والدہ ماجدہ کا نام نامی خواجہ گل محمد صاحب تھا آپ حضرت خواجہ محمد سلیمان کے پوتے تھے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۳۹ھ میں ہوئی۔

بشارت قبل از ولادت، حضرت خواجہ محمد سلیمان جہار سر شریف لیگئے تو وہاں آپ جب خانقاہ قبلہ عالم کے دروازے سے باہر نکلے تو کسی نے دو پھول دیئے آپ نے لے لئے اور فرمایا کہ مجھے دو پوتوں کی بشارت ملی ہے واپس تشریف لائے تو خواجہ اللہ بخش کی پیدائش ہو چکی تھی۔

بچپن اور تحصیل علم: جب آپ تقریباً پانچ کے ہوئے تو آپ کو درس میں پڑھنے کے لئے بٹھایا گیا۔ آپ نے پہلے تو قرآن مبارک نہایت شوق سے پڑھا اور پھر اپنے دادا کی زیر پرستی درسی کتب فارسی کتب کی تحصیل میں مشغول ہوئے فارسی نثر و نظم پڑھنے کے بعد آپ نے عربی کتب کی حاصل کی ظاہری علوم کی تکمیل میں مشغول ہو گئے باطنی علوم علوم کی تعلیم آپ نے اپنے جد امجد سے پائی۔ بڑھاپے میں آپ بار بار فرماتے ہیں کہ اگر میں باطنی علوم اپنے جد امجد سے نہ حاصل کرتا تو مجھ سا دیہاتی دنیا میں کوئی نہ ہوتا اور اب مجھ سا پیر پرست شاید ہی ملے گا۔

والدہ کی وفات: ابھی آپ نے اپنے سفینہ حیات کا بائیسواں ورق نہیں الٹا تھا کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا یعنی ۱۲۶۰ھ میں گل محمد نے وفات پائی۔

حصول نعمت روحانی: حضرت محمد سلیمان کی مرض الموت میں آپ

سلمانے کی طرح ان کے ساتھ رہتے . ہر وقت تیمارداری میں مشغول رہتے
جب خواجہ محمد سلیمان کو مرض کی شدت آئی تو تمام نعمت روحانی
جو کہ رسول کریم صلعم سے سینہ بسینہ چلی آتی تھی آپکے حوالے
کی شدت مرض کو دیکھ کر آپ رو دیئے حضرت خواجہ سلیمان نے فرمایا
فکر نہ کرو. میرا جسم تیرے جسم کے ساتھ ہو گا. میری زبان تیری زبان کے
ساتھ ہو گی اور میری روح تیری روح کیساتھ ہو گا. آپ نے عرض کی کہ
مجھے یہی کافی ہے کہ آپ کے خفیہ دل کی جوتیاں سیدھی کرتا رہوں نکتہ نسبہ آیا
تو فرمایا . نحنت من دمی . بیٹے میں نے اپنی روح تم میں پھونک دی غرض اتنا واہ
دیا کہ دوسرے کی حاجت نہ رہی . احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں ؎
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا : نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

صاحبزادہ حافظ احمد صاحب کی وفات

۱۲۹۸ھ میں حضور کے صاحبزادے حضرت حافظ احمد صاحب کا وصال ہوا آپ حافظ قرآن ہونے کے علاوہ بڑے سخی تھے شکل و صورت میں تو یوسف ثانی
تھے۔ آپ کی وفات کا حضور پر بڑا صدمہ ہوا چنانچہ فرمایا کرتے کہ احمد نے
مجھے جلنے کا نہیں چھوڑا **سفر حج** ۱۲۹۹ھ میں آپ بہت ہمراہیوں کے
ساتھ حج پر روانہ ہوئے مولف کے جد امجد حاجی میاں علی محمد بھی ساتھ
حج کرنے کے بعد جب مکہ سے مدینہ طیبہ کی طرف زیارت کے لئے روانہ
ہوئے تو راستے میں احمد یار خان ہوتانی جو کہ حضور کے ہمراہیوں میں
تھا فوت ہو گیا حضور نے فرمایا کون ہے جو کہ اس کی نعش کو مکہ مکرمہ لے جا
کر دفن کر آئے گا. کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی مولف کے جد بزرگوار حاجی میاں
علی محمد صاحب نے عرض کی قبلہ غلام حاضر ہے ارشاد کی تعمیل ہو گی آپ نے اسکو
بھیجا کر دفن کر آئے مولف کے جد امجد فرماتے ہیں کہ میں نے اونٹ کرایہ کیا
ایک طرف نعش رکھی اور دوسری طرف خود سوار ہو کر راستہ کو ساربان مجھے اکیلا

اونٹ لیا تھا چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ میں [illegible]
کے لئے نعش کی نگہبانی کرتا رہا۔ صبح کو ساربان واپس آیا۔ اور مجھے لے کر
چلا۔ یا ہم مکہ پہنچے احمد یار خان کو دفن کرنے کے بعد میں نے مدینہ طیبہ میں
جا کر حضور کی قدم بوسی حاصل کی میں بھی مطمئن [illegible] اور بہت خوش ہوئے سنہ ۱۲۰۰ھ
میں آپ بخیریت واپس تونسہ شریف آئے

تعمیرات حضور کو تعمیرات کا بہت شوق تھا۔ اپنی تن آسانی کے
لئے نہیں بلکہ زائرین اور عام مخلوق کے آرام کے لئے کیونکہ پہلے مکانات
وغیرہ کافی نہیں تھے اس لئے عرس شریف پر لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی
تھی۔ آپ نے بڑی بڑی سرائیں بنوائیں مسجد نبوی کے نمونے پر ایک عالیشان
مسجد تعمیر کرائی جس کے دونوں طرف یعنی شمال اور جنوب کو دو حوض تعمیر کرائے
تاکہ وضو کے لئے نمازیوں کو آسانی ہو۔ اپنے جد امجد بزرگوار کا روضہ مبارک
اس شان سے بنوایا کہ اس کو دور دور کے سیاح آ کر دیکھتے ہیں اور دنگ
رہ جاتے ہیں۔ آستانہ مسجد کے دروازے کے سامنے ایک کنواں کھدوایا
جس سے زائرین کے علاوہ سارا شہر مستفید ہو رہا ہے بلکہ گرد و نواح
کے لوگ بھی اس سے پانی بھر کر لے جاتے ہیں کیونکہ اس جیسا میٹھا کنواں
سارے سنگھڑ میں نہیں ہے لنگر خانے بنوائے جن میں دو وقت لوگوں
میں کھانا بٹتا ہے۔ اور بھی بیسیوں قسم کی عمارتیں تعمیر کرائیں جو کہ قابل دید
ہیں۔ مگر انکا ذکر کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے جو مکانات بھی حضرات کے
آج شہر میں بنے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان سب کے نقشے آپ خود بنا کر کاریگروں
اور معماروں کو دیتے گویا قدرت نے انجنیئرنگ کو آپکے دماغ میں ودیعت
کر رکھا تھا۔ تعمیرات کی وجہ سے جہاں بیسیوں فائدے اور ہوئے وہاں
ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ اسوقت تونسہ شریف کے جو مزدور کام پر لگے ہوئے
تھے وہ کاریگر بن کر اپنی بسر اوقات کر رہے ہیں بلکہ ان جیسا کاریگر

...ندو کو یہاں لکھا ہی نہیں۔

کرامات و خرق عادات

حاجی کو گھر پہونچایا۔ احمد علی شاہ گر غلام حضور نے درویش محمد پٹواری کے سامنے بیان کیا کہ حضور کا ایک پہاڑی غلام حج کرنے گیا۔ حج کرنے کے بعد مدینے شریف گیا تو اس کے پاس زاد راہ نہ رہا۔ مجبوراً دو سال تک وہیں بیٹھا رہا اپنے پیر کو یاد کر کے دعائیں مانگتا کہ کس طرح گھر پہنچوں ایک دن شام کے وقت جب مدینے میں نماز مغرب سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں دوڑ کر قدم بوس ہوا۔ آپ نے فرمایا مجھے سردی لگ گئی۔ ہوئی ہے جاؤ سامنے وہاں جو آگ جل رہی ہے وہاں سے آگ لے آؤ۔ حاجی کہتا ہے کہ جب میں ادھر گیا تو دیکھا کہ وہ مدینے کا مقام نہیں ہے بلکہ میرے اپنے گھر کا مقام ہے اور میرے بال بچے بیٹھے آگ تاپ رہے ہیں۔ میں ان سے ملا لیکن دل حیران تھا کہ ابھی ابھی اتنا جلدی گھر کیسے پہنچ گیا۔ صبح کو اٹھ کر تونسے کا رستہ لیا۔ یہاں آکر حضور کی قدمبوسی کی مسکرا کر فرمایا ابھی تک آگ نہیں لائے میں نے آنکھیں نیچی کر لیں تو فرمایا خیر گھر پہنچ گئے

قطب مدار کی زیارت حاجی غلام حسین خان چانڈیہ ہمیشہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا کہ مجھے قطب مدار کی زیارت کرا دیئے آپ نے فرمایا۔ جب حج پر چلیں گے تو تمہیں دکھاؤں گا۔ غلام حسین خان نے یہ احمد علی شاہ گر کو بھی بتلایا اس نے کہا مجھے بھی زیارت کرانا احمد علی کہتا ہے کہ میں اور غلام حسین خان مکے کی ایک مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ وہاں دیکھا تو پہلے سے دو شخص بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ قطب مدار یہاں آباد ہوا ہے چلو اس کی زیارت کر لیں یہ کہہ دونوں چل دیئے ہم دونوں بھی ان کے پیچھے ہو لئے۔ وہ دونوں سیدھے حضور کی خدمت میں پہنچ گئے

اور زیارت کی اب ہم نے دیکھا کہ قطب مدار تو آپ ہی ہیں

بچے کو شفا۔ موسیٰ خاں پٹواری کہتا ہے کہ میں نے سنا ہوا تھا کہ انسان کو کیسی ہی مشکل پیش آئے اگر ولی کامل کو خدا کی جناب میں وسیلہ پیش کرے تو وہ مشکل آسان ہو جاتی ہے ایک دفعہ میرا لڑکا سخت بیمار ہو گیا میں نے جناب میں عرض کی کہ میں نے بڑے ولی کامل خواجہ اللہ بخش کو دیکھا تھا اسی کے طفیل سے میرے بچے کو شفا عطا فرما خدا کی شان دن کو بچے کی بیماری جاتی رہی اور تندرست ہو گیا۔

دلدل سے اونٹ کو نکالا۔ خان محمد میرانی نے مولوی اللہ محمد صاحب سکھانی کے سامنے بیان کیا عرس شریف سے پہلے آپ نے مجھے ایک اونٹ دیکر بھیجا ہے کہ پتن (دریا کا گھاٹ) پر گھی کے دو کپے آئے پڑے ہیں وہ لاد کے آؤ شرقی ہوا کا موسم تھا میں نے شام کے وقت پتن سے کپے لادے اور شہر کو روانہ ہوا اونٹ کی مہار (زمام) اس کی گردن پر ڈالی اور پیچھے سے ہانکتا ہوا آرہا تھا کہ یکایک اونٹ دب کر رہ گیا میں نے جو دیکھا تو اونٹ دلدل میں ایسا پھنسا ہوا تھا کہ پیٹ زمین سے جا لگے تھے میں اکیلا تھا کیا کرتا کیونکہ ایک آدمی سے تو اونٹ نہیں نکل سکتا تھا مجبوراً بیٹھ گیا تھوڑی دیر کے بعد میں آواز سنی۔ ہُم ہُم جیسے کوئی اونٹ کو اٹھا رہا ہے میں نزدیک پہنچا کہ دیکھوں یہ آواز کہاں سے آرہی ہے کیونکہ آدمی تو کوئی نظر نہیں آتا لیکن اونٹ کپوں سمیت اٹھ کر نکلا ہوا کھڑا تھا میں نے اونٹ کی مہار (زمام) پکڑی اور لنگر شریف میں لا کر کپے اتار دیئے صبح کو جب حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا کہ دلدل سے کیسے نکلے میں نے عرض کی حضور توجہ سے فرمایا میں وہاں کہاں تھا۔

پھانسی والے کی خلاصی۔ مؤلف کے جد امجد حاجی میاں علی محمد صاحب حضور کے کام کاج کے لئے روزانہ تونسہ سے ملتان جایا کرتے تھے صبح کی نماز تونسہ میں پڑھتے تھے اور اسی دن شام کی نماز ملتان جا پڑھتے تھے یعنی سو میل کا سفر طے کرتے وہ اٹھارہ سال تک اسی خدمت پر مامور رہے ان کا بیان ہے کہ جب میں حسب

معمول ملتان جارہا تھا چونکہ ان دنوں خواجہ محمد سلیمان کا روضہ مبارک تعمیر ہو رہا تھا۔ اس لئے حضور نے مجھے بھیجا تھا۔ کہ ملتان سے لوہے کا سامان کیلیں کنڈے وغیرہ لے آؤں۔ میرے پاس خط میں لوہے کا مطلوبہ سامان لکھا ہوا تھا۔ ان دنوں جنگی یعنی غدر یا بغاوت کا زمانہ تھا کیونکہ دیوان ساون مل نے بغاوت کی ہوئی تھی پولیس نے مجھے رستے میں گرفتار کر لیا اور خط بھی مجھ سے برآمد ہوا وہ مجھے پکڑ کر مجسٹریٹ کے پاس لے گئے اس نے خط میں لوہے کا سامان دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ باغیوں کا آدمی ہے۔ اور پھانسی کا حکم دیدیا میں نے ہر چند اصلی کیفیت بیان کی کہ میں خواجہ صاحب کا خادم ہوں اور روضہ شریف کی تعمیر کے لئے سامان لینے جارہا ہوں مگر اس نے ایک نہ مانی اور پھانسی کا حکم نہ بدلا آخر میں نے کہا کہ مجھے ڈیرہ غازیخان یعنی اپنے ضلع میں پھانسی دی جائے۔ حاکم نے منظور کر لیا اور مجھے بیڑیوں سمیت کڑیوں میں جکڑ کر ڈیرہ غازیخاں لے آئے میں دل میں گڑ گڑا کر دعائیں مانگ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یا خواجہ میں تمہارے ہی کام کے لئے آیا تھا۔ اور بے گناہ اس مصیبت میں پھنس گیا ہوں تم ہی بچاؤ۔ جب سپاہی مجھے ڈیرہ غازیخاں کے بازار سے گزار رہے تھے تو میری نظر خواجہ خیر محمد صاحب پر پڑ گئی انہوں نے بھی دیکھا تو فرمایا۔ میں حاجی علی محمد! اور یہ بیڑیاں کیسی! میں نے ماجرا بیان کیا فرمایا فکر نہ کرو دکھانا میرے سامنے آکر کھانا۔ غرض جب مجھے یہاں مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا تو میں نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں خواجہ سلیمان صاحب کے روضہ شریف کے لئے سامان لینے جارہا تھا۔ نہ تو میں باغی ہوں اور نہ باغیوں کا ساتھی مجسٹریٹ نے جب خط دیکھا تو کہا تو واقعی ایسا ہی ہے تمہیں غلطی سے پھانسی کی سزا دی گئی تھی جاؤ تم رہا ہو میں خدا خدا کر کے وہاں سے بھاگا۔ خواجہ صاحب کے ہاں کھایا اور رسید ھا تونسے پہنچا جب آپ کی قدم بوسی حاصل کی تو فرمایا کہ میں اتنی سی بات سے ڈر گئے

تجھے خیر اچھا ہوا جان چھوٹی

تنخواہ میں اضافہ مولوی نور محمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ خواجہ محمود صاحب کے سامنے ایک باہر کا اجنبی شخص جو کہ حضور کا مرید تھا۔ ذکر کر رہا تھا کہ سرکاری دفتر میں ملازم تھا۔ میری تنخواہ انیس روپے ماہوار تھی حضور نے مجھ سے پوچھا کہاں لیتے ہو میں نے عرض کی حضور انیس روپے آپ نے فرمایا انیس کم ہیں ساٹھ ہونی چاہئے۔ بھی خیال ہے بات بھی ہو گئی اگلے مہینے جب میں تنخواہ لینے گیا تو کلرک نے مجھے انیس کی بجائے ساٹھ روپے دیئے میں نے سمجھا شاید بھول کر دیئے گئے ہوں گے مہینہ گذر گیا۔ دوسرے مہینے پھر جب میں نے تنخواہ لی تو بھی مجھے ساٹھ ہی ملی غرض اختتام ملازمت تک مجھے ساٹھ ہی ملتے رہے۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ایک مرید کی دستگیری گل محمد خان ساکنہ ہیرو حضور کے غلاموں میں سے تھا اور سبی علاقہ بلوچستان میں مجسٹریٹی کے عہدے پر مامور تھا۔ ایک دفعہ اس نے سبی سے حضور میں عریضہ ارسال کیا جسے میر منشی صاحب منشی عبداللہ نے جو کہ مؤلف کا چچا تھا۔ پڑھ کر سنایا۔ خط میں لکھا تھا کہ حضور ایک عجیب واقعہ ہوا ہے قتل کے الزام میں ایک شخص میرے سامنے پیش کیا گیا معاملے کی تفتیش کی گواہان وغیرہ نے جرم ثابت کر دیا مجھے بھی یقین ہو گیا کہ واقعی یہ مجرم ہے اور پھانسی کے لائق ہے لیکن فیصلہ سنانے وقت جب میں نے ملزم سے نام پوچھا تو اس نے کہا میرا نام اللہ بخش ہے مجھے شرم آ گئی کہ اپنے پیر کے ہمنام کو پھانسی کا حکم سناؤں یہ خیال دل میں کچھ ایسا سمایا کہ میں نے حکم دیا کہ ملزم کی ہتھکڑیاں نکال دو یہ بری ہے اب مدعی نے عدالت بالا میں اپیل کی ہے جس میں مجھ پر الزام لگایا ہے کہ مجسٹریٹ نے رشوت لے کر ملزم کو چھوڑ دیا اب حضور ہی اگر مہربانی فرماویں تو اچھا ورنہ نجات کا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ خط کا اختتام اسی ہندی کے شعر پر کیا ہے

نہیں دی جاندی چلا تیکوں اتیں مشہوں ہنہیں لو نتر میندی

وسارنہ ڈیویں پیلا نیدی ہیت شیر بیدی

مطلب یہ ہے کہ میری دستگیری کرو صاحب حضوری کی خدمت میں پہنچا تو منشی عبداللہ صاحب مولف کے چچا کو فرمایا کہ گل محمد کو تسلی تشفی کا خط لکھو۔ اور آخر میں نیچے یہ شعر لکھ دو۔ دور گیا ہجڑاں کوں پیاں ڈیکھوں لکھیں۔

وسارنہ ڈیسوں تیلا خاطر جمع رکھیں۔

مطلب خاطر جمع رکھو ہم تمہیں نہیں بھلا ئیں گے۔ غرض خط گل محمد خاں کو بھیجا۔ بھیجا گیا۔ گل محمد خان کا بیان ہے کہ جب مجھے حاکم بالا نے خدمت میں بلوایا۔ تو کلرک کو حکم دیا کہ قتل مذکورہ کے مقدمہ کی مسل پیش کرو۔ ہر چند تلاشی کی گئی مگر مسل مذکور نہ ملی سارا دفتر ورق ورق کر کے الٹا گیا مگر مسل کہیں نہ ملی گل محمد خاں بری ہو کر واپس آیا۔ مولف کہتا ہے کہ مسل ملتی کیوں یہ ایک شعر کو دیکھا ہے اگر روئے زمین کا چپہ چپہ چھان مارتے تو بھی کہیں نہ ملی۔ کیونکہ چھپانے والے نے تو اسے تحت الثریٰ میں اتار دیا تھا۔ مولانا احمد بریلوی فرماتے ڈھونڈا ہی کریں حشر کے میدان کے سپاہی ؎ وہ کس کو ملے جو ترے دامن میں چھپا ہو

زندے کا جنازہ سفر ہندوستان میں آپ جب بمبئی تشریف لے گئے تو چند شریر وہابیوں نے آپ کو دیکھ کر کہا دیکھا دیکھو ایسے بزرگ بنے پھرتے ہیں داڑھی بڑھا لی تسبیح ہاتھ میں لی اور لوگوں لوٹنا شروع کر دیا یہ سب فریب ہے دکانداری ہے آؤ تو ذرا اسکی بھی قلعی کھول دیں نعوذ باللہ من ذالک خدا گمراہی سے بچائے چنانچہ انہوں نے مشورہ کہ ایک اپنے ساتھی کو چارپائی پر لٹا کر جنازے کی شکل میں ان کے پاس لے جائیں اور ان سے کہیں کہ اس کا جنازہ پڑھ دو جب جنازہ پڑھنے لگیں گے تو ہمارا ساتھی چارپائی سے اٹھ بیٹھے گا۔ پھر دیکھنا ہم ان کی کیسی گت بناتے ہیں چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب چارپائی آپ کے پاس رکھی گئی تو فرمایا کہ کیا اس کا جنازہ پڑھنا ہے وہ انہوں نے کہا ہاں آپ

میں دفعہ پوچھا انہوں نے یہی جواب دیا تو آپ نے معجزہ ہوا انہوں نے بسم اللہ پڑھ کے نماز پڑھ دی لیکن چار کی بجائے پانچ تکبیریں پڑھیں وہ اسی انتظار میں تھے کہ ابھی ہمارا ساتھی چارپائی سے اٹھتا ہے مگر اٹھتا کون جا کر دیکھا تو وہ مردہ پڑا ہوا تھا حیران رہ گئے آپ نے فرمایا میں نے پانچویں تکبیر جنازے میں اس لئے پڑھی تھی کہ اگر قیامت تک بھی اسکو نہیں اٹھانا ہے

بھوت سے خلاصی کرائی

درویش محمد ہواری کا بیان ہے کہ میں ایک وقت چھٹی سے گھر کو آرہا تھا۔ راستے میں میری گھوڑی رک گئی اور آہستہ چلنے لگی۔ میں نے دیکھا تو سڑک کے کنارے ایک پراگندہ بال بڑھیا بیٹھی ہوئی تھی جب میری گھوڑی اس سے گذری تو وہ بھی میرے پیچھے سے چلاتی ہوئی آرہی تھی۔ لیکن میں نے پرواہ نہ کی اور چلتا رہا آخر اس نے پیچھے سے آکر میری گھوڑی کی دم پکڑ لی گھوڑی چلنے سے رہ گئی میں نے پیچھے سے آکر جو پھر کر دیکھا اس کا سر آسمان سے باتیں کرتا تھا۔ میں نے وہاں اپنے پیر یعنی خواجہ اللہ بخش کو یاد کیا اور امداد کا طالب ہوا چنانچہ اس نے میری گھوڑی کی دم چھوڑ دی اور میں جان بچا کر ایسا بھاگا کہ سیدھا گھر آکر دم لیا

دل کی تسلی کر دی

مولوی احمد دین تونسوی جو کہ آپ کے مریدوں میں سے ہیں روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے مولوی خدا بخش صاحب جراح کے ساتھ مجلس میں حاضری دی۔ وہاں میں نے دیکھا کہ حاضرین میں سے ایک شخص سونے کی انگوٹھی پہنے بیٹھا ہے میں نے دل میں خیال کیا سونے کی انگوٹھی پہننا جائز ہے حضور نے فوراً مولوی صاحب کو خطاب کیا۔ مولوی صاحب سونے کی انگوٹھی پہننا کسکو جائز ہے مولوی صاحب نے عرض کی کہ سوائے اس مفتی کے جو کہ فتوے پر مہر لگاتا ہو۔ اور کسی کو جائز نہیں آپ نے فرمایا تو اور لوگ کیوں پہنتے ہیں اتنے میں میں نے دیکھا کہ وہ شخص چپکے سے انگوٹھی اتار کر جیب میں ڈال رہا ہے اس سے میری

ایک مرید کی عزت افزائی

مولوی احمد دین بیرہ مولوی احمد صاحب خلیفہ خواجہ محمد سلیمان روایت کرتا ہے ایک دن آپ خانقاہ مبارک کے سامنے

تشریف فرما تھے کہ اتنے میں آپ کا ایک مرید خانقاہ کے بڑے دروازے سے آتا ہوا دکھائی دیا آپ کے پاس آپ کے فرزند حافظ محمد موسیٰ صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے فرزند کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا یہی شخص ہے جو کہ کشتی غرق کو کے آرہا ہے خیر وہ آکر قدم بوس ہوا آپ نے فرمایا تمہارا لنگر کہاں ہے اس نے عرض کی بیگی ڈھوک جو کہ کالا باغ سے شمال کی طرف ہے آپ نے پوچھا پھر کیسے آئے اس نے عرض کی میں کالا باغ گھاٹ پر پہنچا۔ ایک کشتی ادھر آ رہی تھی تیار تھی انہوں نے مجھے چڑھا لیا جب کرایہ مانگا تو چونکہ میرے پاس کشتی کا کرایہ نہیں تھا اس لئے مجھے نیچے اتار دیا۔ میں پیدل چل کر حاضر خدمت ہوا آپ نے حافظ محمد موسیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اگلے دن جو پراچے کی چٹھی آئی تھی کہ میری کشتی غرق ہو گئی ہے اور پندرہ سو روپے نقصان ہو گیا ہے وہ اسی فقیر کے ناراض سے ہوئی پھر فرمایا کہ اگر خدا تعالیٰ نے قیامت میں مجھ سے پوچھیں گے کہ میرے لئے کیا تحفہ لائے تو میں اسی شخص کو پیش کروں گا۔

نکتہ چینی۔ مولوی محمد حسین جو کہ حضور کے غلاموں سے تھا ایک دفعہ آپ اس پر سخت ناراض ہوئے اس نے ہر منانے کی کوشش مگر آپ راضی نہ ہوئے آخر ایک مرتبہ اس نے ملتان سے معذرت نامہ بھیجا جس میں یہ شعر بھی تھا۔

چہ زیبا آپ فرزند بر در حکمت چیست ⁂ شرمش آید ز فعل بد من پر ورده خویش

آپ نے اسکو معاف کر دیا۔

وصال تدفین جمادی الاول ۱۳۱۹ھ میں آپکو کچھ بخار سا ہوا اور طبیعت کمزور ہوتی گئی یہاں تک مسجد میں جانے سے بھی رہ گئے ایام مرض میں آپ اس بنگلے میں تھے جو کہ مقبرے والے چاہ کے مشرقی طرف تھا۔ قدر دان تھے سب عصر کی نماز کا وقت قریب آیا تو اپنے دونوں فرزندوں کو فرمایا کہ تم میرے ہاں رہو اور لنگر۔ پھر خواجہ حامد صاحب کو فرمایا کہ تم مسجد میں نماز با جماعت

پڑھو خانقاہ شریف کے سامنے بھی بیٹھا اور شام کی نماز پڑھ کر واپس آنا خواجہ
صاحب حامد نے عصر کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھی۔ خانقاہ مبارک پر زیارت
کرنے سے پہلے خلیفہ جمال الدین نے مصلےٰ اپنی مخصوص جگہ پر بچھا دیا خواجہ حامد
مصلےٰ سے الگ ہو کر بیٹھے اور فرمایا کہ میں اپنے جد امجد اور والد بزرگوار
کی موجودگی میں مصلےٰ پر نہیں بیٹھا غرض شام کی نماز پڑھنے کے بعد جب خواجہ
صاحب حضور میں حاضر ہوئے تو پوچھا کہ نماز پڑھی تھی انہوں نے عرض کی جی
ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا مصلے پر بھی بیٹھے تھے خواجہ حامد صاحب خاموش رہے
آپ نے خلیفہ جمال الدین کو بلا کر کہا کہ مصلےٰ کیوں نہیں بچھایا۔ اس نے عرض کیا میں
نے بچھایا تھا۔ لیکن صاحب زادہ صاحب خود نہیں بیٹھے تھے آپ نے فرمایا یہی بیٹھے
گا یہی بیٹھے گا یہی بیٹھے گا۔ حافظ موسےٰ نے عرض کی خدا مجھے حضور کا غم نہ دکھلائے
آپ نے فرمایا جو منشاء الہیٰ ہوگا وہی ہوگا۔ غرض آپ کی طبیعت دن بدن کمزور ہوتی
گئی حکیموں نے بہت علاج کیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آپ نے اپنے
دونوں فرزندوں کو بلایا اور خواجہ محمود صاحب سے فرمایا کہ موسےٰ کو تمہارے سپرد کرتا
ہوں۔ انہوں نے عرض کی بھائی صاحب مجھ سے بڑے ہیں ہمیشہ بڑوں کو چھوٹوں
کی ذمہ داری دی جاتی ہے اپ لٹا بڑے کو چھوٹے کے سپرد کرتے ہیں حضور
نے فرمایا موسیٰ ایک سیدھا سادا فقیر آدمی ہے اور تم فقیر بھی ہو اور امیر بھی
موسیٰ کا خیال رکھنا غرض جمعہ کو آپ پر مرض بڑی شدت رہی۔ اور سنیچر کے
دن اس قطب مدار کی روح پر فتوح اعلیٰ علیین میں جا گزیں ہوئی انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر ملی بجلی کی طرح پھیل گئی جنازے کی
نماز میں ہزارہا لوگ شامل تھے آپ کے چہرہ سے نور برستا تھا۔ آپ کو روضہ
کے اندر جنوب مشرقی کونے میں حافظ احمد صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

شمائل آپ کا چہرہ مبارک فراخ پیشانی کشادہ آنکھیں بڑی خوبصورت

یعنی مساد داڑھی کے بال بہت گھنے تھے قد میانہ لیکن جسم بھاری بھر کم تھا

خوراک اکثر گیہوں کی روٹی استعمال فرماتے تھے۔ گوشت آپ کی من بھاتی غذا تھی۔ دستر خوان پر تورمے پلاؤ بھی دکھائی دیتے تھے قیمہ بریانی بھی کبھی کبھی کھا لیتے **لباس** سر پر ایک قادری ٹوپی لیتے ایک لمبا کرتہ بدن کو ڈھانپے رہتا نیچے اکثر نیلا تہبند باندھتے تھے سردیوں میں اکثر روئی دار ٹوپی پہنتے اور روئی دار قبا بھی استعمال کر لیتے

سوانح حیات حضرت خواجہ محمودؒ علیہ الرحمۃ

ولادت نام نامی آپ کی ولادت باسعادت ۱۷ ستمبر [illegible] کو ہوئی نام نامی محمود رکھا گیا بعد میں حضرت خواجہ کے لقب سے ملقب ہوتے

عالم طفولیت اور تحصیل علم جب آپ کی عمر ساڑھے چار برس کی ہوئی تو پہلے آپ کو قرآن مبارک پڑھنے کے لئے حضرت ثانی نے حافظ صدیق صاحب کے سپرد کر دیا پھر حافظ سوہا نز اکے سپرد شاگرد بنے قرآن مبارک ختم کرنے کے بعد فارسی عربی کتب کی تحصیل کے لئے آپ نے مولوی خدا بخش صاحب جراح کی شاگردی اختیار کی اور اسی سے فارغ التحصیل ہوئے مولوی علی گوہر صاحب جو کہ سنگھڑ میں بڑے پائے کے عالم تھے وہ بھی آپ کے ہمدرس تھے

سفر حج حضرت ثانی حج پر تشریف لے گئے تو اپنے فرزند رحمیند کی جدائی گوارہ نہ کی اور آپ کو بھی ساتھ لیتے گئے جب آپ سمندر میں جہاز پر سوار تھے اور طوفان آکر [illegible] کا کپتان جہاز نے کہہ دیا کہ جہاز کے بچنے کی کوئی امید نہیں لوگوں میں محشر بپا کر دیا۔ حضرت ثانی نے آپ کو فرمایا کہ لوگوں کو تسلی دو کہ جہاز نہ ڈوبے گا چنانچہ آپ نے لوگوں کو تسلی دی اور جہاز صحیح سلامت کنارہ پر پہنچا

محبت حضرت ثانی کو آپ سے بہت محبت تھی کھانا آپ کے بغیر تناول نہیں فرماتے تھے کبھی پاس بٹھا کر نوالے آپ کے منہ میں دیتے تھے

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ دستر خوان لگ گیا ہے مگر آپ نہیں آئے تو حضرت ثانی بیٹھے اتنا انتظار کر رہے تھے اور سب حاضرین بھی انتظار میں ہیں کہ خواجہ محمود آئے تو وہ کھانا شروع کریں۔ حضرت ثانی فرمایا کرتے ہیں محمود میرا معشوق ہے میں ان کی تعمیل کرتا ہوں اور بارہا فرمایا کرتے تھے

سبھے کھیڈاں چھیڑ کے ڈھونڈ محمود جھنبوال لئی

نواب بہاولپور کی دعوت ایک دفعہ حضرت ثانی چیستان شریف میں قیام پذیر تھے کہ نواب صاحب نے دعوت کی حضرت ثانی نے فرمایا کہ میں اسکے پاس نہیں جاتا چہار دو پیر زادوں نے بھی سفارش کی کہ حضور دعوت قبول فرمائیں مگر آپ نے انکار کر دیا آخر انہوں منظور کر لیا آپ نے دستر خوان کو ایک بہت زور نا جھٹکا دیا اور تمام دستر خوان تتر بتر ہو گیا۔

اخلاق قدرت نے آپ میں خوش خلقی کوٹ کوٹ کر بھر دی دی تھی ہر نہایت پیار محبت سے ملتے خیریت پوچھتے آپ کے حاشیہ نشینوں میں سے ہر ایک یہی سمجھتا تھا۔ کہ آپ میرے ساتھ بڑی مہربانی سے پیش آتے ہیں میر صاحب ایک قابل حکیم تھے اور آپ کے مصاحبوں میں سے تھے وہ خانیوال میں بیمار ہو گئے اپنی بیماری کی اطلاع آپ کو تونسہ شریف میں دی آپ جانے کے لئے تیار ہو گئے سامان میں ایک کمخواب کا تھان بند ہوا اور دو صد روپے نقد ساتھ لئے نوکر کہتے ہیں کہ ہم حیران کہ یہ کمخواب کا تھان اور نقدی کیوں ساتھ لے جا رہے ہیں چنانچہ آپ نے موٹر پر سوار ہو کر ڈرائیور کو حکم دیا کہ پوری رفتار پر چلاؤ لیکن آپ کی طبیعت نہایت راستے میں پریشان تھی اور اداس جب ملتان پہنچے تو فرمایا کہ ہمیں اور آگے جانا ہے عیدگاہ پر جو خانیوال سے سڑک آکر ملتی ہے وہاں ٹھہر گئے اور نماز پڑھنے کے لئے ہدر

آ گئے اتنے میں ایک موٹر اور گاڑی نوال سے آتی دکھائی دی جس میں میر صاحب کا جنازہ تھا ایک خادم نے عرض کی حضور میر صاحب تو آ گئے ہیں آپ معاملہ کی تہ کو پہنچ گئے اور فرمایا اچھا چنانچہ میر صاحب کو حافظ محمد صاحب کے پاس دفن کیا گیا تھا ان کے اوپر ڈالا اور روپے خیرات کئے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اطلاع ملنے پر جلدی روانہ ہونا کھواب کا منتظر اور دو صد روپیہ ساتھ لینا راستے میں طبیعت کا غمگین ہونا اور خاص عید گاہ کے موقعہ پر ٹھیرنا کیا معنے رکھتا ہے

فرزند کا حادثہ جاں گداز آپ کا ہمیشہ دستور تھا کہ مغربی خانقاہ پر یعنے خانقاہ حضرت خواجہ گل محمد درویش محمد پر زیارت کے لئے جمعہ کے روز آپ نے اپنے دو فرزندوں خواجہ غلام فرید صاحب اور خواجہ نظام الدین صاحب کو فرمایا کہ گھوڑوں پر چڑھ جاؤ اور زیارت کر کے واپس آؤ۔ چنانچہ دونوں صاحبزادے گھوڑوں پر چڑھ کر گئے مگر بگی مسجد کے خواجہ غلام فرید صاحب کا گھوڑا ایسا بدلا کہ قابو سے باہر ہو گیا اور صاحبزادہ صاحب کو زمین گرا دیا سر میں بڑی چوٹ آئی دماغ کی ہڈی ٹوٹ گئی بے ہوشی کی حالت میں ان کو لایا گیا چنانچہ اس صدمے سے ان کا اسی وقت انتقال ہو گیا آپ کو اس صدمے سے بڑا صدمہ ہوا مگر فرماتے ہے قسمت دے تھے مقدر لکھیا لوح قلم دا

کوئی ہووے جو موڑ کھاوے لکھیا لوح قلم دا

رحم و انصاف کی ترغیب اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ جب خواجہ غلام فرید صاحب کا انتقال ہوا تو تعزیت کیلئے تحصیلدار صاحب اور شفیع محمد خان اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر آئے تو آپ نے فرمایا کہ واقعی مجھے فرید کا بڑا صدمہ ہوا ہے مگر جتنا مجھے فرید پیارا تھا خدا کو اپنی مخلوق اس سے بھی زیادہ پیاری ہے خدا اپنی مخلوق میں سے اس بندے پر کبھی رحم نہیں کرتا جو اسکی مخلوق پر رحم نہ کرے انصاف سے کام نہ لے رشوت لیکر یا کسی کی خاطر ملحوظ رکھتے انصاف نہ کرے دوست آشناؤں کا لحاظ کر یا اپنی ذاتی عداوت کیوجہ سے لوگوں پر ظلم کرے اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کرنے کی کوشش کرے مولف کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمانا اشارہ تھا انکی طرف کہ

کام وقت ہوا ایسا نہ کیا کرو کہ سبحان اللہ اعلائے کلمۃ الحق کا کسقدر جذبہ آپکے دل میں موجزن تھا کہ اپنے
نے بستر مرگ پر بھی اسکو ظاہر کرنے سے [illegible] **رمسکے پھوڑے والے کا شفایاب ہونا**۔ نور محمد خان
کیا راجانی کو ران پر پھوڑا نکلا ہسپتال میں اپریشن کرایا مگر اسکو آرام نہ ہوا اور بھی بہت جراحوں کو
دکھایا مگر کسی سے فائدہ نہ ہوا دوبارہ ڈاکٹر کو دکھانے پر اس نے پھر اپریشن کی رائے دی مگر وہ ڈر
گیا حضور میں آکر عرض کی آپنے فرمایا کہ رات کو جب میں تونسہ شریف کے اندر جاؤں تو یاد دلانا چنانچہ
آپ روضہ شریف کے اندر گئے اور دعا طلبی کیلئے عرض کی نور محمد خان روایت کرتا ہے کہ اس
رات میری ران میں بہت درد سخت تھا۔ اور اتنی پیپ بہی کہ رات کو میرا کپڑا تر ہو گیا صبح کو
میں نے اٹھ کر دیکھا تو میرا زخم خشک تھا اور کسی قسم کا درد نہیں تھا۔ **وظیفہ سعادت دارین**
مولوی احمد دین صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں آپکی خدمت حاضر ہوا دل میں خیال آیا
کہ آپ سے کوئی ایسا وظیفہ پوچھوں کہ سعادت دارین نصیب ہو ابھی میں نے عرض نہیں کیا تھا۔
کہ آپنے دوسرے آدمی کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضرت بابا فرید نے محبوب الٰہی کو فرمایا تھا کہ سعادت
دارین کے حصول کیلئے ایک ہزار کلمہ شریف عشا کی نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے مولوی مذکور
کہتا ہے کہ میں نے پھر دلمیں خیال کیا۔ کہ ہزار کلمہ پڑھنا تو مشکل ہے آپنے فرمایا اگر ہزار نہ ہو سکے تو ایک
تسبیح پڑھ لیا کرو راوی مذکور نے پھر دل خیال کیا کہ اس وظیفے کے پڑھنے کے لئے شاید اجازت
کی ضرورت ہے آپنے معاً فرمایا اس وظیفے کے پڑھنے کے لئے اجازت کی بھی ضرورت نہیں ہے
خود پڑھ لیا کرو۔ **مایوس مریض کی شفا**۔ محمد حسین ساکن جھوک بودو قلعہ سیف اللہ علاقہ
بلوچستان میں ملازم تھا وہ بیچارا بیمار ہو گیا۔ ہر چند حکیموں سے علاج کرایا مگر شفا نہ ہوئی
آخر وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا آپنے اسکو وظیفہ بتلایا کہ اسکا ورد کیا کرو
چنانچہ وظیفے کی مدد سے جلد شفایاب ہو گیا۔ **ٹانگ سیدھی کرنا** فتح محمد خان کو ٹانگ پر سخت
چوٹ آئی بہت مدت تک علاج کراتا رہا زخم تو اچھا ہو کر ٹھیک ہو گیا مگر ٹانگ سیدھی رہ گئی چنانچہ
جب نماز پڑھتا تو ٹانگ سیدھی کر کے بیٹھا کرتا ایک دفعہ جب آپنے اسکو دیکھا تو فرمایا کہ فتح محمد
ابھی سیدھا بیٹھنا نہیں سیکھا اس نے عرض کی حضور کیا کروں مجبور ہوں آپنے دعا فرمائی چنانچہ وہ چوکڑی
مار کر بیٹھا۔ **بد دعا** شیخ امام بخش ساکن تونسہ شریف کے پاس ایک گائے تھی اسکو

نے کرنے لگے بیل کی ضرورت ہوئی سارا شہر چھان مارا مگر کہیں بھی نہ ملا۔ آخر اس
کیا کیا رات کو اپنی گائے لی اور سیدھا اس جگہ پر پہنچا جہاں آپ کے بیل باندھے ہوئے
تھے بیل نے جو گائے کو دیکھا تو وہ مستی میں اسکے پیچھے بھاگا یہ گائے لیکر گھر پہنچا بیل مذکور
بھی گائے کے پیچھے پیچھے بھاگا گھر پہنچا یہاں اس نے اپنی گائے کو بیل سے جفت کیا اور
اور مار مار کر اسکو گھر سے باہر نکالدیا۔ صبح کو حضور نے شیخ اللہ بخش کو بلا کر کہا کہ تمہارے
بھائی نے ایسا کام کیا ہے اچھا پہلے تو اسکی گائے بچھڑے نہیں دیگی اگر دیگی بھی تو
سب کے سب اندھے ہونگے اور چھاچھ (لسی) اسکی ایسی خراب ہوگی کہ کتے بھی نہ پئیں گے چنانچہ
ایسا ہی ہوا اسکی گائے نے جتنے بھی بچھڑے دیئے سب کے سب اندھے تھے۔ اور چھاچھ بھی
ایسی خراب بدمزہ بھی کہ کتے بھی اسکو نہ پیتے تھے

سچا خواب جب ولایت میں مقدمہ کی اپیل دائرہ تھی اور مولوی غلام محمد اپیل کے
لئے گیا ہوا تھا تو ولایت کا فیصلہ ہونے سے پہلے آپ نے ایک دن حاضرین سے فرمایا کہ میں نے
خواب دیکھا ہے خیر کرے حاضرین نے پوچھا تو آپ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ میں اور
خواجہ حامد صاحب دونوں شریف پر اکٹھے تشریف لائے وہاں خواجہ محمد سلیمان اور حضرت
تانی کھڑے ہوئے تھے انکے ہاتھ میں کنجیاں تھیں انہوں نے فرمایا آؤ حامد کنجیاں لے لو
میں نے جو کہ عرض کی قبلہ مجھے دیں لیکن انہوں نے اس کو دے دیں حاضرین نے عرض
کیا۔ آپ تسلی کریں خدا خیر کریگا۔ چنانچہ ولایت سے مولوی قادر کا تار آیا کہ پریوی
کونسل آپ کے حق میں کیا ہے سب لوگ مبارکباد دینے لگے مگر آپ نے فرمایا کہ مجھے تسلی
نہیں ہوتی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ پریوی کونسل کا فیصلہ آپ کے خلاف ہوا اور مبارکباد کی
کا تار غلطی سے دیا گیا تھا۔ **مسجد کی تعمیر** حضور نے موجودہ جامع مسجد کا سنگ بنیاد
اپنے مقدس دست مبارک سے رکھا بڑے قابل اور تجربہ کار معمار ملتان سے منگوائے
درجنوں معمار اور سینکڑوں مزدور بڑی مدت تک کام کرتے رہے حضور کے خود
بھی مسجد میں تشریف لاکر بیٹھتے اور کام کاج کی دیکھ بھال فرمایا کرتے آپ بارہا تر

فرمایا کرتے کہ خدا کرے یہ مسجد جلدی مکمل ہو جائے اور میں اسکو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں مگر پروردگار عالم کو کچھ اور منظور تھا اور یہ مسجد اکثر تیار ہو چکی تھی۔ کچھ تھوڑا سا کام باقی تھا کہ آپ کا وصال ہو گیا

قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی جا کمند، دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

اور آپ نے فرزند ارجمند حضور حضرت خواجہ نظام الدین مدظلہ العالی نے اسکو پایہ تکمیل تک پہنچایا ایک دفعہ حضور لاہور سے گئے وہاں سے روانگی کے وقت فرمایا۔

وفات حسرت آیات دیکھ لو اکھیاں رج رج کے بدل چڑھیا جدا گج گج کے۔ حضور ڈیرہ دون میں قیام فرما تھے کہ آپ کو سوء ہضمی کی شکایت ہو گئی باوجود علاج کے تکلیف بڑھتی گئی آپ تونسہ شریف لے گئے یہاں آپ کو اسہال جاری ہو گئے آپ نے ۱۲ مربع زمین مدرسہ کے نام پر وقف کی چنانچہ آج تک یہ مدرسہ تونسہ شریف میں چل رہا ہے طلباء کو کھانا کپڑا خرچ وغیرہ مدرسہ کیطرف سے دیا جاتا ہے۔ اور حضور حضرت خواجہ نظام الدین دام فیوضہ اس کے مربی و سرپرست ہیں پروردگار اس سرچشمہ فیض کو ہمیشہ کیلئے ساری و جاری رکھے آمین۔ آمدم بر سر مطلب حضور کی کمزوری دن بدن بڑھتی گئی مگر معمولات میں فرق نہ آیا اور نماز با جماعت ادا فرماتے رہے غرض سوموار کے دن تکلیف حد سے بڑھ گئی رات کیوقت چودھویں صدی کا یہ آفتاب عالمتاب بظاہر ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا اور حضور کی روح پرفتوح اعلیٰ علیین میں پہنچی ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ کو یہ جانگداز واقعہ ظہور پذیر ہوا۔

الحمد للہ الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری پوری طے ہو گئی آج کی منزل میں مسافت میری

حافظ حاجی علی محمد چشتیہ کلاتھ ہاؤس تونسہ شریف

ملنے کا پتہ چشتیہ کتاب گھر تونسہ شریف وسلو تونسہ کتاب گھر تونسہ شریف

حکایات مثنوی مولانا روم
ڈاکٹر ایم اے علیم مالک
کتب خانہ منشی عزیز الدین پبلشرز و ناشران قرآن مجید لاہور بازار کشمیری